دعوتِ اسلام سلاطین جبابرہ کے نام

(از مولوی ضیاء الدین صاحب ضیاء الہ آبادی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

طلوعِ آفتاب نبوت

اپنے قومی و مذہبی مستقبل کے روشن ستارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تقریباً چھ سو برس ربع مسکوں کا گوشہ گوشہ آفتاب ہدایت کی تابانیوں، شراب معرفت کی شیرینیوں وحی الٰہی کی حلاوتوں سے محروم رہ کر مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمدؐ (حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جن کا نام احمدؐ ہے) کے صحیح مصداق خاتم کی آمد اور سراجاً منیرا کی بعثت سے سارا عالم بقعۂ نور بنکر ہر قسم کی تشنہ کامی کو سیرابی سے بدل لیتا ہے۔

مکہ اور اطراف مکہ و اقربا کو دعوتِ حق

مگر اس آفتاب رسالت کا فیضان یکایک تمام عالم کیلئے نہیں ہوتا بلکہ وحیِ الٰہی کے حکیمانہ ارشاد وانذر عشیرتك الاقربین (اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ) کی حد معینہ سے ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا ہے کہ اگر اہل خاندان، اقربا، دائرہ کے سامنے مصلح کی اصلاح اور ہادی کی ہدایت برسرکار آتی ہے تو اُس کے قبول و انکار کا اثر خود بخود بیگانوں پر پڑجاتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ وہ اس کی جلوت وخلوت اجتماعی و انفرادی زندگی سے باخبر اور واقف ہوتے ہیں۔ اسی مفہوم کی طرف قرآن کریم نے اپنے معجز نما طرز ادا سے اس طرح اشارہ کیا ہے۔ لقد لبثت فیکم عمرا من قبل (میں نے تمہیں میں مدتوں اپنی زندگی گذاری ہے) علاوہ ازیں صبر آزما تکالیف پر چیں بجبیں تک نہ ہونا ایسے امور نہ تھے جو موثر نہ ہوتے آخر کار عزیزوں، اہل خاندان کو حق کی آواز کے سامنے سرنگوں ہونا ہی پڑا۔ اور کلمہ توحید کی سربلندیوں نے خود بخود ان کے دلوں میں راہ پیدا کرلی۔

اب رسول خدا تنہا نہیں بلکہ حضرت عمر و عثمان، حمزہ و علی، جعفر و عقیل جیسے ہمنواؤں کے ساتھ موجود ہیں۔ جذبۂ حق کا متلاطم سمندر ہزاروں بند لگانے کے باوجود بھی نہ رک سکا۔ قریش مکہ کے پھونکوں سے حق و صداقت کی شمع نہ بجھ سکی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا نے مکہ اور اطراف مکہ میں عشق الٰہی کی بنیادیں ایسی استوار کردیں کہ بلال حبشی اور صہیب رومی نے شعلہائے آتش پر لوٹ کر نعرہائے احد احد (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے) سے مشرکین کے خرمن شرک کو سوختہ کرکے شمع توحید کو روشن کردیا۔ اب وحی الٰہی کذالك اوحینا الیك قرآناً عربیا لتنذر ام القریٰ ومن حولها نے دعوت اسلام کی ایک اور کروٹ بدلی ہے یعنی حکم ہورہا ہے کہ خاندان، قبیلہ، عزیزوں کی تبلیغ کے علاوہ مشعل ہدایت کی روشنی کو مکہ اور اطراف مکہ میں بھی پھیلاؤ۔ تاکہ دعوت حق کی ہمہ گیری کے لئے راہ ہاتھ آئے۔ اس کلام ربانی کے ناطق فیصلہ اور نبی آخر الزماں کی انتہائی قوت عمل کے باعث وہ سب کچھ ہوا جسے عقل سنکر حیران، اور پرواز خیال پریشان ہے۔ یہاں نہ وسائل کی ضرورت ہے نہ نتائج کی تمنا۔ ایک لگن ہے جو کبھی عکاظ کے بازار

میں لیجارہی ہے تو کبھی ذوالمجاز کے مجمع میں، ہر محفل و مجلس، کوچہ و بازار، جلوت خلوت میں اعلان حق کی یہ پہلی منزل تھی جس نے ام القریٰ (مکہ والوں) کو خود بخود ذات اقدس کا گرویدہ بنادیا اور صرف چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی کہدیتے واللہ ھذا الوجہ لیس بوجہ کذاب - (خدا کی قسم یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہے)۔

دعوت عامہ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مکہ والوں کے علاوہ کائنات کا ذرہ ذرہ تو اس طرح گمراہی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو۔ ایران کے زیر سایہ مظالم کی کوئی داستان فرد کے لئے نہ چھوڑی گئی ہو۔ رومۃ الکبریٰ میں تثلیث کا زور ہو۔ ہندوستان عناصر پرستی کا آماجگاہ بنا ہوا ہو۔ مگر باران رحمت صرف ام القریٰ اور اس کے اطراف و جوانب ہی کو سیراب کرے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ غور سے سنو! اعلان عام ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اے رسولؐ تو دنیا کے ہر متنفس کو سنادے کہ میں تم سب کی طرف خدا کا ایلچی اور پیغامبر بنکر آیا ہوں۔ اسی ارشاد کے مطابق اسوقت جبکہ ہجرت کا چھٹا سال ختم ہورہا ہے۔ پیغمبر خدا صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہیں اور فداکاران اسلام سے فرمارہے ہیں مجھے خدا نے تمام عالم کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ خدا کا پیغام امراء و سلاطین تک بھی پہنچادوں تاکہ خدائی حجت تمام ہوجائے اور دعوت ربانی و پیغام الٰہی سے دنیا کی کوئی جماعت محروم نہ رہے یہ سنکر دربار کا ایک معزز خادم سلمان فارسیؓ جو شاہان عجم کے دستور سے واقف ہے مشورہ دیتا ہے اور عرض پردازانہ طریقہ سے یوں گویا ہوتا ہے کہ حضور شاہان عجم کسی بلا مہر شدہ تحریر کو دیکھنا تو کجا ہاتھ تک نہیں لگاتے اور قاصد خواہ کچھ کہے کوئی شنوائی نہیں ہوتی ہے۔ یہ سنکر فوراً ارشاد ہوا کہ ایک انگوٹھی کندہ کرائی جائے جس پر محمدؐ رسول اللہ نقش ہو۔ حسب ارشاد انگوٹھی حبشہ کے ساخت کی تیار کرلی گئی۔

اب چھٹا سال ختم ہوگیا اور ساتویں سن ہجری کی ابتدا ہے۔ حسب معمول آنحضورؐ نے صبح کے وقت صحابہؓ سے حالات دریافت کرنے کے بعد فرمایا بس اب وقت آگیا ہے کہ میں تم کو تبلیغ اسلام کیلئے اکاسرہ و قیاصرہ و دیگر کجکلاہوں کے درباروں میں بھیج دوں۔ دیکھو تمہاری ہستی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیلئے وقف ہونی چاہئے۔ جاؤ خدا کی نصرت و مدد تمہارے ساتھ ہے ملائکۂ مسومین تمہاری معاونت کرینگے دنیاوی شوکت و جلال سے بے خوف ہوکر بے باکانہ بادشاہوں کو پیغام حق سنادو! اس راہ کی تکالیف تمہارے فوز و نجاح کا پیش خیمہ اور اس راہ کے کانٹے تمہارے واسطے گل بداماں کا پیام ہیں تساہل و تعیش پسندی اس مقام پر سخت مضر ہے اس لئے تم اس کے قریب بھی نہ جانا دیکھو حواری عیسیٰ ابن مریم اپنی راحت طلبی کی بدولت کچھ نہ کرسکے اور شریعت عیسوی سوائے چند افراد کے اور کسی کو پیرو نہ بناسکی یہ فرما کر اسی سال علی الترتیب مندرجہ ذیل سفراء کو سلاطین کے پاس روانہ کیا:۔

سفراء	بجانب	سلاطین
عمرو بن امیہ ضمری	”	نجاشی شاہ حبش
دحیہ کلبی	”	ہرقل قیصر روم

عبداللہ ابن حذافہ سہمی	بجانب	خسرو پرویز کجکلاہ ایران وہرمزان
حاطب ابن ابی بلتعہ	"	مقوقس عزیز مصر
شجاع ابن دھب الاسدی	"	حارث غسانی گورنر شام
سلیط بن عمر بن عبد سلمی	"	حوذہ بن علی

ان قاصدان صداقت کے پاس تحریری پیغام حق ہے جس پر مکتوب الیہ کا نام پہلے آداب والقاب کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ نہایت ہی شان سے بسم اللہ لکھکر من محمد عبداللہ ورسولہ الی عظیم ھرقل یا کسریٰ (اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی طرف سے عظیم ہرقل یا کسریٰ کے نام) وغیرہ لکھا ہوا ہے اور پھر سلام ہے قوت وزور سے ڈرکر نہیں بلکہ بشرط اتباع ھدایت پھر آگے چلکر خوشامدانہ مضامین کی ابتداء نہیں کی جاتی۔ بلکہ صاف صاف لکھ دیا جاتا ہے اَسْلِمْ تَسْلَمْ (اسلام قبول کرلو سلامتی سے رہوگے) اسکے علاوہ بھی مقتضائے حال کے مطابق سلاطین کے عقائد ومذاہب کو ملحوظ رکھکر بعض مخصوص جملوں کا اضافہ بھی فرمایا جس میں سے چند مندرج ہیں۔ اور میں آگے چلکر انھیں جملوں پر ایک مفید اور دلچسپ بحث بھی کرونگا۔

یوتك اللہ الاجر مرتین۔ فان[۲] تولیت فعلیك اثم القبط۔ فان[۳] تولیت فعلیك اثم المجوس۔ فان[۴] ابیت فعلیك اثم الیریسیین۔ یا[۵]ھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم۔ اس بحث کو چھوڑیئے کہ پرویز تیرہ بخت نے نامہ کو پڑھتے ہی چاک کردیا اور قاصد کی توہین کی۔ بعض سلاطین نے صداقت معلوم کرنے کے بعد بھی اسلام قبول نہ کیا اور دوسروں کے کہنے پر دشمنی کے لئے آمادہ ہوگئے۔ بعض نے قاصد کی تعظیم کی اور نامہ مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور اس کے ہیبت ورعب سے تخت پر بیٹھنا بھی پسند نہیں کیا ان حالات کا بتانا بہت تفصیل طلب ہے۔

آنحضورؐ کی بے نیازی اور صحابہؓ کی بے باکی

اسوقت میں آپ کی عقل کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ ہستی جس کے پاس نہ مال ومتاع ہے نہ حکومت ودولت نہ اُس کے پاس شاہی حشم وخدم ہے نہ دنیوی شوکت وحشمت جو بے سروسامانی کو سامان سمجھکر حکومت دولت کے نشہ سے تنفر ہوکر بے یاری و مددگاری کو صدہزار یارائی ومددگاری تصور کرکے فقط ایک خدا کے بھروسہ پر سلاطین عالم کو دعوت اسلام دیتا اور اُن بادشاہوں کے پاس نعرۂ حق بلند کرتا ہے جس کے پاس روم وفارس جیسی باجبروت طاقتیں ہیں جن کے تمدن پر مشرق مغرب شیفتہ ہے۔ جن کی شان وشکوہ اور درباری رعب ودبدبہ سے حکومتیں اور سلطنتیں بھی ترساں ولرزاں ہیں جن کے درباروں میں بیباکانہ اعلان حق تو کجا نیازمندانہ عرض والتجا کے لئے بھی زبانیں گنگ ہوجایا کرتی ہیں۔ مگر نظر کرو اس مقدس ہستی کے ان سفیروں کی فداکارانہ بے جگری پر اور اعلان حق کے لئے بے باکانہ جرأت وپامردی پر کہ قیصر وکسریٰ کے جن درباروں میں شاہوں کے سفراء حکومتوں کے قاصد ہی نہیں بلکہ خود چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کی زبانیں بھی اظہار مقصد میں خاموش ہوجایا کرتی ہوں انھوں نے کس صداقت مآب دلیری اور حق آفریں

جرأت سے اپنے فریضہ کو انجام دیا نہ قیصر کی شوکت ان کے آڑے آسکی اور نہ کسرےٰ کا جاہ وجلال ان کو اس پاک مقصد سے باز رکھ سکا۔ ونیز خدا کا رسول نامہاۓ مبارک میں عرضمندانہ نیازمندی سے کام نہیں لیتا ہر ہر حرف سے شان استغنا مترشح ہے افتتاحی القاب عجمی دستور خود ساختہ قوانین سے خالی ہیں۔ ہاں صاحب عزت کی عزت اور اس کی حرمت کا پاس ضرور ہے۔

یاد کرو اس واقعہ کو جبکہ خسرو پرویز اور اس کے بھائی بناق کے ناصیہ حکومت پر اسلیئے شکنیں پڑجاتی ہیں کہ اس معمولی عربی نژاد کو یہ جرأت کیوں پیدا ہوئی کہ اس نے شاہوں کے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہو میں بھی اس کے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہوں اور ایسا ہی کیا لیکن اس کا اثر کیا ہوا؟ اس کے اس غرور ونخوت اور نامۂ مبارک سے نفرت وحقارت نے کیا کیا؟ اس کے لئے زبان وحی ترجمان کے الفاظ جواب دہ ہیں۔ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ یعنی خسرو پرویز کے بعد اس کی حکومت کا یہ کسروانی دبدبہ اور اس کی وہ صولت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیگی۔ جس کے غرور میں اس نے یہ گستاخی کی اور فرمایا اے خدا جس طرح اس نے پیغام حق کو چاک کر دیا اسی طرح اس کی حکومت کو بھی پارہ پارہ کر دے چنانچہ مستقبل نے اس کا جواب دیا اور وہی جواب جو ایک پیغمبر کی پیشگوئی یا دعا کا اثر ہونا چاہیئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پرویز کی ہلاکت کے بعد کسروانی سطوت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس مقدس ہستی کا پیغمبرانہ شان سے ان امور کے متعلق ارشاد فرمانا اور خدائے قدوس کی طرف سے اس کی تصدیق میں حرف حرف کا پورا ہونا اس کی معجزانہ صداقت اور پیغمبرانہ رفعت پر زندہ شہادت ہے۔

اَسلِم تَسلَم کا مطلب

نامہ ہائے مبارک میں ہر ایک بادشاہ کو آپ نے اَسلِم تَسلَم کی طرف توجہ دلائی کاش وہ یہ سمجھتے کہ دولت اسلام وہ بہترین دولت ہے کہ اگر ہمارے دامن اس سے پُر ہو گئے تو اخروی شادمانی ہی نہیں بلکہ دنیاوی کامرانی بھی ہر وقت استقبال کریگی۔ اس لئے کہ یہ قول کسی فقیر وجوگی کا قول نہ تھا جو بیچارگی ومجبوری کی راہ سے خوشامدانہ لہجہ میں کہا گیا ہو۔ اور نہ یہ ارشاد کسی دنیوی بادشاہ کا تہدیدی حکم تھا کہ بصورت انکار توپ وتفنگ کے نذر کر دیا جائیگا بلکہ ان دونوں سے الگ ایک پیغمبر کا ارشاد تھا جو اپنے فیصلہ میں اٹل اور نتیجہ میں نہ ٹلنے والا تھا خسرو پرویز کی گستاخی کا جواب کسی مسلمان نے نہیں دیا بلکہ قدرت نے اس کے بیٹے شیرویہ سے قتل کرایا اور خود شیرویہ اپنے کردار کی بدولت عرق مقوی کے شوق میں زہر ہلاہل کی شیشی پی کر جاہ وحشمت کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہہ گیا۔

ہرقل قیصر روم، شاہ یمن سے کسی نے کہا تھا کہ یہ سمجھ لینے کے باوجود کہ آنحضورؐ خدا کے سچے رسولؐ اور پیغمبر ہیں پھر بھی مسلمانوں کی تباہی وبربادی کیلئے گھوڑوں کی نعلبندی اور اپنی قوت کے مظاہرے کریں۔ اور ایک بے پناہ لشکر کو لیکر کلمۂ حق کے مٹانے کی کوشش کی جائے۔ آخر کار زبان وحی ترجمان نے اس کے لئے بھی کہدیا اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ۔ (جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو پھر کوئی قیصر نہیں ہوگا) کیا تمہیں خیال ہے کہ اس وحی آلہی کا کچھ اثر نہ ہوا ہوگا۔ اور آپ کا یہ قول بیکار ولغو ثابت ہوا۔ نہیں نہیں بلکہ خدا کی جباری وقہاری نے اس سے انتقام لیا اور انتہائی ذلت و

رسوائی کے ساتھ حکومت وسلطنت کا خاتمہ کردیا۔ عزیز مصر نے اسلم تسلم کا پیغام پہنچ جانے کے بعد قیصر روم کے حکم سے ھل من مبارز کی دعوت دی اور مقابلہ کیلئے چڑھ آیا۔ بایں ہمہ چونکہ جنگ وپیکار کی یہ زندگی خود اس کی طبعی خواہش کا نتیجہ نہ تھی بلکہ قیصر کے حکم کی تعمیل تھی اس لئے انجام کار سوچکر مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی تو مسلمانوں کی کریمانہ سخاوت اور منتقمانہ جذبات سے بالاتر ترحم نے سامنے آکر اس کی چندروزہ حیات کو عزت سے گذارنے کا موقعہ دیا۔ تاہم پیغمبرانہ پیشگوئی باد ملکہ (اس کی حکومت تباہ ہوگی) اپنا اثر کئے بغیر نہ رہ سکی اور وہ اور اسکا خاندان ہمیشہ کیلئے حکومت مصر سے محروم کردیا گیا۔ اب بھی ذرا سوچو کہ آپ کا جامع ارشاد اسلم تسلم پیغمبرانہ پیشگوئی اور معجزانہ پیغام تھا یا کسی نجومی وکاہن کی بکواس یا کسی بادشاہ کی تہدید جنگ نیز اس مقدس جملہ میں اس حقیقت کا بھی اظہار تھا کہ اسلام دین فطرت ہے اس کی بنیادیں سلامتی وآشتی پر قائم ہیں۔ گویا اسلام امن وسلامتی کا بہترین وثیقہ اور آخری سند ہے اسی لئے اس مذہب وملت کا نام اسلام رکھا گیا ہے۔ پس اے سلاطین! اگر تم نے ایسے مذہب کو قبول کیا تو عالم زیر وبالا کی تمام شانتی تمہارے حصہ میں آجائیگی اور فتنہ وشر کی تمام بنیادیں متزلزل ہوکر مسمار ہوجائینگی۔

نامہائے مبارک میں نبی کریم صلعم کا کسریٰ کو یہ تحریر فرمانا فان تولیت فعلیك اثم المجوس (اگر تم نے اسلام سے اعراض کیا تو تمام مجوسیوں کے اسلام قبول نہ کرنے کا گناہ بھی تمہارے ذمہ ہوگا) اور قیصر کو تحریر فرمانا فان ابیت فعلیك اثم الیریسیین (اگر تم نے نہ مانا تو تمہارے ماتحتوں کا بوجھ بھی تم پر ہوگا) اور عزیز مصر کو یہ تحریر فرمانا فان ابیت فعلیك اثم القبط (اگر منہ پھیرا تو قبطیوں کی ذمہ داری بھی تمہارے سر ہے) یہ تمام جملے احساس عمل پیدا کرنے والے تھے۔ قانون الٰہی کی اس اہم دفعہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (تم میں کا ہر شخص اپنے ماتحتوں کا نگہبان ہے اس لئے اس سے اُس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا) پر۔ کیونکہ سردار حاکم پیشوا بادشاہ کی زندگی اس کی انفرادی زندگی نہیں اور اس کے عادات واطوار کا اثر صرف اس کی ذات تک محدود نہیں بلکہ رعایا پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ اس حقیقت کو شیخ سعدی نے اس شعر میں واضح فرمایا ہے ؎

بہ نیم بیضہ کہ گر سلطاں ستم روا دارد + زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

کسی راعی کا کردار اس کی گفتار اور اس کا نظم ونسق اس کا عدل وانصاف تمام عملہ کیلئے خود بخود احساس عمل کا داعی بنجاتا ہے شاید اسی لئے زبان رسالت نے کلکم راع الخ کہکر تنبیہ کردی ہے۔ مذہبی زندگی میں اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ایک مقتدر عالم مذہبی رہنما اگر اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر محسوس کرکے اس پر عامل ہوجاتا ہے تو پھر معتقدین کیلئے کسی واعظ وہادی کی ضرورت نہیں ہوتی خود اس کا عمل ہادی اور واعظ بنجاتا ہے اور اگر عمل نہیں تو لاکھوں وعظ کروروں نصائح بھی ان کیلئے مشعل ہدایت نہیں بن سکتے پس یقین کرو کہ خسرو پرویز اور قیصر روم عزیز مصر ہی اپنے طرز عمل سے رعایا کیلئے مشرف باسلام ہونے سے مانع ہوئے اس کے برخلاف نجاشی شاہ حبشہ شاہ یمن کے قبول اسلام کا یہ اثر ہوا کہ تمام رعایا بطیب خاطر یدخلون فی دین اللہ افواجا (اللہ کے دین میں جماعت جماعت داخل ہورہے ہیں۔ مصداق بن گئی۔

پیغامات میں سلاطین اہل کتاب ہی کیلئے یہ امتیاز رکھا گیا تھا اسلم تسلم کے بعد یوتک اللہ الاجر مرتین لکھا گیا۔ جو اہل کتاب کیلئے اس بات کی بشارت ہے کہ اگر تم نے اسلام قبول کر لیا تو دوہرا اجر ملیگا۔ اس میں شک نہیں کہ انسان جسوقت اپنی گردن میں مذہبی قلاوہ ڈال لیتا ہے اور پھر اس میں راسخ ہو جاتا ہے تو اس سے آزادی اور رگلو خلاصی کے برخلاف ہر وقت برسر پیکار رہتا ہے جان و مال قربان کر سکتا ہے لیکن کیا مجال کہ مذہب چھوڑ کر اس کی خود اختراعی متخیلہ حلاوتوں سے محروم ہو جائے۔ اسی لئے آنحضورؐ نے اسلام کی دعوت کے وقت اس فطری قانون کا بھی لحاظ رکھا ہے اور واضح کر دیا کہ اے اہل کتاب یہ خیال نہ کرنا کہ اگر ہم اس دین پر ایمان لائے تو عیسوی و موسوی دین سے متعلق تمام زندگی بالکل رائیگاں چلی جائے گی جس کے ضائع کرنے کیلئے تم ایک لمحہ بھی تیار نہیں۔ سنو! جسطرح وہ خدا کے سچے رسول اور پیشوا تھے۔ اسی طرح میں ہوں فرق صرف اسقدر ہے کہ میں خدا کا آخری پیغام لیکر آیا ہوں۔ میرا دین ناسخ ادیان ہے پس تم حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے ساتھ ہی مجھکو خدا کا پیغمبر اور آخری رسول مان لو تو تمہارے لئے اس کا دوہرا اجر ہے اور خدا کی بے نہایت و لامحدود رحمت کی آغوش میں آجاؤ گے۔

رسول خداؐ نے آیۃ کریمہ قل یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم کو بھی سلاطین اہلکتاب کے خطوط میں لکھوایا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے تھا اس لئے کہ خدا کی تمام سچی کتابیں شرک سے بیزاری توحید سے محبت واعتقاد صحیحہ کی معلم تھیں تو ان جماعتوں کو جو کہ ان کتب سماوی پر ایمان رکھتی تھیں اس کلمہ توحید کی یاددہانی ضروری اور سواء بیننا و بینکم کہکر ان کو ملزم قرار دینا بجا اور درست تھا تاکہ وہ سمجھ لیں کہ مسئلہ تثلیث کتب سماوی کی تعلیم نہیں بلکہ رہبان و بطاریق کا مخترع و نو پیدا مسئلہ ہے اس آیۃ کی ضرورت شاہان مجوس کیلئے بالکل نہ تھی کیونکہ جب ابتدائی بنیاد اور پہلی اینٹ ارباب متفرقون پر قائم ہے تو ان کیلئے اسی قدر کافی تھا کہ اسلم تسلم کہکر سلامتی و شانتی کا پیغام سنایا جائے اور کچھ نہیں۔

پس اے مبلغ اسلام داعی حق و صداقت اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آواز دلنشین ہو اور سویدائے قلب میں اتر جائے تو عرضمندانہ طریق کو چھوڑ کر بےباکی و بےنیازی پیدا کر اور دنیاوی جباری و قہاری کو پیروں سے ٹھوکر لگاتا ہوا چل اور فطرت کے قوانین کو نبی اکرمؐ کی طرح نہایت حکمت اور دانائی کے ساتھ پہنچا۔ اقبال مرحوم نے مرد مسلماں کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن | گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت | یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایۂ جبریل امیں بندۂ خاکی | ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

ختم